محمد سخاوت مرزا قادری

مِصباحُ الحیات

مصنفہ

قدوۃُ العارفین میر حیات علی میسوری رحمۃُ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی میر حیات علی المعروف بہ میر حیات ولد میر یوسف حسینی کولاری ہے۔ آپ علاقہ ریاست میسور جنوب مغربی ہندوستان کے بڑے عارف باللہ۔ علوم ظاہری و باطنی کے باکمال بزرگ تھے۔ چنانچہ مولانا امام الدین احمد مؤلف برکات الاولیاء کا بیان ہے کہ "آپ میسور کے شیوخ کبار اور عرفائے نامدار سے تھے۔ تمام عمر درس و تدریس وعظ و نصیحت اور زہد و تقویٰ میں گزاری۔ آپ کی ذات فیض آیات و برکات کے چشمے تمام ملک مدراس بلکہ دکن اور کوکن جنوب مغربی ہندوستان میں جاری رہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ لطیفیہ میسور میں ہوئی۔ آپ منشی غلام حسین المتخلص بہ عاصی منجم دربار سلطان ٹیپو (فتح سلطان) کے داماد تھے۔ آپ کی دوسری شادی سید حسین علی شاہ قادری کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ جس کے بطن سے ایک لڑکی تھی۔ حضرت حسین علی شاہ موصوف نواب قدسیہ بیگم نواب بھوپال کے مرشد تھے جن کو نواب صاحب موصوف نے جاگیر بھی نذر دی تھی۔ کشن راج وڈیر ایک ہندو بھی آپ کا مرید تھا جبکہ وہ میسور آیا تھا۔ آخر عمر میں آپ سکندرآباد (دکن) ریاست حیدرآباد آگئے تھے اور

۱۸۶۹ء میں وفات پائی اور حضرت پیر برہنہ کے احاطۂ درگاہ میں مدفون ہوئے۔

میر حیات قدس سرہ نے بیعت و خلافت کڑپہ (مدراس) کے عارف کامل و قطب وقت سید شاہ کمال الدین بخاری متوفی ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء از احفاد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی (پاکستان) مصنف دیوان مخزن العرفان اردو سے حاصل کی تھی۔ چنانچہ آپ نے سید محمد شاہ میر متوفی ۱۱۸۶ھ مصنف اسرار التوحید و انتباہ الطالبین (دکنی) اور آپ کے برادر و خلیفہ شاہ کمال موصوف کے متعلق مصباح الحیات میں بضمن اسماء و صفات الٰہیہ اشارہ کیا ہے ؎

یوں کہے ہیں شہ کمال الدین پیر — نام اون کے پیر کا ہے شاہ میر

رب کے اسماء پر ہوئے پردہ حروف — آب و گل پر جوں ہوا پردہ ظروف

ممکن ہے کہ آپ نے عالم شباب میں حضرت شاہ کمالؒ سے بیعت و خلافت حاصل فرمائی ہو۔ چنانچہ میر حیاتؒ نے جو فلسفۂ تصوف بیان فرمایا ہے وہ من و عن آپ کے مرشد کے ہی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

مُعاصرین

سید جلال الدین عرف یوسف علی شاہ اکمل بخاری ابن شاہ کمال الدین قدس سرہٗ المتوفی ۱۲۷۰ھ اور سید شاہ علاؤ الدین خلیفہ شاہ کمالؒ آپ کے معاصر تھے۔ شاہ علاؤ الدینؒ حضرت شاہ کمال اللہ چشتی و قادری المعروف بہ پھلی والے شاہ صاحب معاصر مولانا مناظر احسن گیلانی و مرشد علامہ برکات احمد ٹونکی کے دادا پیر تھے۔

وصال

میر حیات علی کا وصال ۱۲۸۱ھ میں ہوا۔ مدفن میسور۔ چنانچہ میسور ہی کے

۱؎ شاہ میری اولیاء مؤلفہ سید قادر علی بادشاہ و محمود بخاری مطبوعہ کڑپہ مدراس صفحہ ۱۱۸ برکات الاولیاء قلمی تصنیف ۱۲۶۵ھ مؤلفہ امام الدین احمد

۲؎ میسور میں اردو۔ مطبوعہ رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۴۲ء

ایک شاعر مولانا محمد علی عبدالرؤف المعروف بہ امیران امیری نے سورتے قطعۂ وفات کہا تھا جو حسب ذیل ہے ۵

زیں جہاں میر حیات علماء رخ چو نہفت — بخت بیدار علوم و ہنری گوئی بخفت

کہ ممات است حیات علماء رائے دل — پس چرا باز تو کردی دہن از معنی ست

مظہر حیؒ بحیات ابدی ہست زین ست — جسد عنصری خویش زحق شست

ظلمت جہل نہاں کرد، عیاں علم لدن — مردگاں زندہ شدند از کتبش صدہا مفت

گر سکندر بدے درد ور حیات آب حیات — یافتے باز گفتے کہ حیاتم از تست

فکر تاریخ وفاتش کہ نمودم گفتم :- — او حیات ست نہ این لفظ وفات درست ست

چونکہ بشنیدہ کلامم کہ بزودی ایاس — گفت آیے و بلیٰ لفظ دگر باید جست

گرچہ از رسم تقید شدہ مطلق گشتہ — عالمے طاق شدہ باغم و بیجانے جفت

از سر آب حیات لے میراں خضرم — آہ صد آہ حیات دو جہاں رفتہ بگفت

۸۱ ۱۲ھ

تصنیفات

(۱) مصباح الحیات (نظم و نثر اُردو) مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی۔ طبع اول سنہ ۱۲۸۸ھ۔ طبع دوم سنہ ۱۳۱۶ھ مطبوعہ مطبع کریمی بمبئی - نیز نسخہ قلمی ترقی اردو بورڈ کراچی۔

(۲) عشرہ مبشرہ مخطوطہ انجمن ترقی اردو کراچی

(۳) حضرات خمسہ " " "

(۴) مجموعہ کشف کبریٰ " " "

(۵) آداب السعادت تصنیف سنہ ۱۲۵۰ھ۔ انجمن ترقی اردو - یہ مصباح الحیات کا ایک حصہ ہے۔

(۶) مجموعہ کلیات حیات (قلمی)

---

۵۱ شاہ میری اولیاء مطبوعہ ورسالہ اردو سنہ ۱۳۴۳ھ

۵۲ مصباح الحیات مطبوعہ سنہ ۱۳۱۶ھ

مصباح الحیات حسب ذیل رسائل پر مشتمل ہے۔ (نسخہ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ۔ مطبع کریمی۔ بمبئی) :-

مجموعۂ اول

مجموعۂ اول

۱۔ رسالہ سراج العقائد	صفحہ ۱	۲۔ سراج الفقہ	صفحہ ۴
۳۔ مرآۃ الاحکام	〃 ۱۳	۴۔ تاج الفرائض	〃 ۱۹
۵۔ تاج النصائح	〃 ۲۲	۶۔ آداب السعادت	〃 ۲۸
۷۔ احوال النبی	〃 ۳۵	۸۔ نور الہدایت	〃 ۴۲
۹۔ شفاعت نامہ	〃 ۴۹	۱۰۔ دیدار نامہ	〃 ۵۲

مجموعۂ دوم

۱۔ تاج العقیدہ	صفحہ ۵۴	۲۔ شرف الایمان (نثر)	صفحہ ۵۴
۳۔ نجات نامہ	〃 ۶۰	۴۔ نور الاسلام (نثر اُردو)	〃 ۶۷
۵۔ ہدایت نامہ (نثر اُردو)	〃 ۷۳	۶۔ مفتاح الایمان	〃 ۷۷

مجموعۂ سوم

۱۔ رسالہ آب حیات	صفحہ ۱۱۰	۲۔ رسالہ کلید معرفت (نثر)	صفحہ ۱۵۲
۳۔ رسالہ باب المغفرت (نثر)	〃 ۱۶۵	۴۔ دستور الایمان (〃)	〃 ۱۶۸
۵۔ نور الایمان (〃)	〃 ۱۷۲	(بحیثیت مجموعی ۱۷۶ صفحات)	

نوٹ :- مطبوعہ نسخہ میں رسالہ تعلیم النساء موجود نہیں۔ ترقی اُردو بورڈ کے قلمی نسخہ میں زائد ہے۔ نیز سراج الحیات، تمسہ حیات، شمع محفل محولہ محمد خان مؤلف میسور میں اُردو کا پتہ نہیں چلا۔ جس کا ذکر ایجوکیشنل کانفرنس دسمبر ۱۹۴۱ء میسور اور رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۴۲ء میں کیا گیا تھا۔

حضرت میر حیات کی زبان بعض دکنی الفاظ پر مشتمل ہے۔ بہ نسبت اپنے مرشدِ طریقت حضرت شاہ کمالؒ کے صاف سلیس اور شگفتہ ہے۔ حضرت شاہ کمال موصوف کی اُردو فصیح اور بلیغ ہے۔ جن کا دیوان مخزن العرفان حصہ اول و دوم آٹھ ہزار ابیات

سے زائد پر مشتمل ہے۔ تاہم حضرت میر حیات نے اپنے رسائل مصباح الحیات میں معتبر احادیث، فقہی مسائل اور اقوال، صوفیا کے نظریۂ تصوف سے خوب بحث فرمائی ہے۔ ہم یہاں تصوف سے متعلق اقتباسات پیش کرتے ہیں جو حضرت سید محمد شاہ میر (متوفی ۱۱۸۴ھ) اور آپ کے برادر حضرت شاہ کمال الدین (متوفی ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء) مصنف دیوان مخزن العرفان مطبوعہ بنگلور ۱۳۳۱ھ سے متاثر ہیں۔

حکایت[۱]

ایک دن فرماتے ہیں یوں دستگیر — نام ہے مشہور ان کا شاہ میر
ذات کو لازم صفت اوہے سو نور — جز صفت کے فعل کا تئیں ہے ظہور
فعل بن ہے نئیں تمثل کو وجود — بے تمثل نئیں اثر کا ہے نمود
فعل حق ہے، دل تمثل، تن اثر — فعل جب ویسے اد دو ہیں مگر
روح، دل اور جسم تینوں ایک چیز — فعل کی نسبت سے ہو ان میں تمیز
روح، دل اور تن کے تئیں ہستی ہے یو — سور اوہے عکس یہ پانی میں جیوں (آفتاب)
پیے (پہ) چمک پانی سے ہو دیوار پو (پر) — عکس دل سے روشنی یوں تن کو ہو
ذات اور صفتاں میں ہے جو بین بین — ویسا یہ آپس میں ہے نا غیر نا عین

حکایت[۲]

یوں کہے ہیں شیخ اکبر نامور — سور میں دو چیز ہیں کر تو نظر
جرم یک ہے تو ایک اس پر محیط — ہے جدا اس جسم سے نور بسیط (سورج کو)
گرچہ دونوں مل کے ہیں یک جا سدا — کر تصور یہ جدا ہے اد (وہ) جدا
یہ تعین او سو ہے نور بسیط — یہ عدم اور نور ہے اوس پر محیط
جرم ہے خورشید کے تو در گزر! — نور کے تو کر مراتب پر نظر
ذات حق یوں نور ہے نور بسیط — ہے ہر ذرہ کے اوپر اوہم (وہ) محیط

---

[۱] مصباح الحیات صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ بمبئی۔ [۲] صفحہ ۱۳۵۔

نسبت ماہیت او تعالیٰ شانہٗ کے چند اشعار [1]

شکل و صورت سے منزّہ ہے سو نور
نقش و صورت سے کیا اپنا ظہور

فعل میں آنے سے ہیں موجود سب
پھر قوی گئی تو ہیں نابود سب

عارضی ہستی کو نئیں ہے زعتبار
کب وفاداری کرے ہے مستعار

ہیں زمین و آسماں سب اس کے نور
تن ہوا مشکوٰۃ اس سے بالضرور

کشف کبرائی بوجھ ہے سبحان کی
کشف صغریٰ بوجھ ہے تن جان کی

دربیانِ قربت او تعالیٰ

ناظر و حاضر خدا ہر جائے پر
اس سے خالی جائے نئیں ہے اے پسر

بوجھ عالم سے خدا نئیں منفصل
خارج و داخل نہیں نا متصل

یہ مقدس ہے جو فیض کردگار
علم میں اعیاں کے تئیں دنیا قرار

ان کو دنیا پھر کے خارج میں وجود
یہ مقدس فیض ہے ہے فیضِ ودود

نور کے دریا کو نئیں حد بھائی جان
ایک قطرے سے ہے کمتر دو جہاں

جس قدر چھپٹی ہیں اس کا نور ہے
اس قدر افلاک میں معمور ہے

اس میں زاہد اس میں نئیں کچھ بوجھ صاف
آئینوں کی شان کا ہے اختلاف

عرش کی نسبت ہے جیسے رب کے سات
فرش کی نسبت ہے ویسی رب کے سات

ذاتِ حق ہے ایک ساں با جزو کل
با زمین و آسمان و خار و گل

آنکھ سے ہے روشنی جیسے قریب
اوس سے رب نزدیک تر ہے اے حبیب

جوں زباں سے ہے سخن نزدیک تر
اس سے رب نزدیک تر ہے مت بسر

ڈال کر ممکن کے دل میں روشنی
آپ کو او آپ پاتا ہے غنی

تو ہے پردہ ہے جو او ہی حق شناس
پہن آیا نور حق نے او لباس

جمع کر با فرق تو اے نیک نام [2]
نا ہو بندہ نا ہو رب اعلیٰ مقام

نور کے عالم میں ہے عالم تمام
جس طرح ہیں ماہیاں اے نیک نام

[1] مصباح الحیات۔ حاشیہ صفحہ ۱۳۵ [2] جمع مع فرق : لا رب ولا عبد۔

اس مختصر نظم میں حضرت میر حیاتؒ نے تمام اصطلاحات تصوف کا نچوڑ بیان کردیا ہے۔ مثلاً حق تعالیٰ نہ ہے نہ ہے، نہ خارج ہے نہ داخل ہے۔ عرش و فرش چیونٹی اور آسمان میں نور ایک ہے کم اور زائد نہیں۔

تجدد امثال :- در بیان تجدد ظہور اسماء او تعالیٰ۔ ص۵۰

ہے عدم کو عاریت تازہ لباس — نئیں لنگھا تھا ا کبھی ہستی کی باس (بو)
آہ رب سے دو تجلی ہیں نمود — یک تجلی غیب دوسری ہے شہود
او جھلکتی آئینہ کی شان میں — ہے تجلی تازہ تازہ آن میں
ہر تجلی ہے سو یک یک نام سے — ہر اثر ہے تازہ تازہ کام سے
یک تجلی سے عدم کو ہو وجود — اس کی سیرت اور صورت ہو نمود
جب تجلی دوسری لاوے ظہور، — اس کی ہستی اس کی صورت ہے ہوز دور
نئیں مقرر نئیں بقا ہر شان میں — اس طرح آنا ہے جانا آن میں
اس بقا کے اس فنا کے درمیان — او تعین عبد کا ثابت ہے جان
اس تجدد سے تغیر اس کو نئیں — ہے حقیقت اس کی ثابت اس کے تئیں
ہے اسی کا حشر اور اس کو ثواب — اس تعین کو ہے راحت اور عذاب

بقول حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی : "حقیقت کو تبادل نئیں تجلی کو تکرار نئیں"۔ (مخزن اسرار حقیقت مؤلفہ راقم ملاحظہ ہو)

مراتب احدیت و وحدیت و واحدیت کی مثال۔ (حکایت صفحہ ۱۴۴۔ مصباح الحیات)

ست بیٹھے تھے کہیں حضرت بلالؓ — باادب ان سے کیا طالب سوال
واحدیت کس کو کہتے کیا ہے او؟ — میں ہوں خادم یک اشارے سے کہو
اس کو یوں فرمائے جب حضرت بلالؓ — احدیت کو بوجھ تو نطفے کا حال
آہ نطفہ جب رحم کے بیچ ہو — رکھ خبر وحدت کی نسبت ہے سواہ
ہوئے پیدا جب ہوا کامل قوی — واحدیت [illegible] نسبت میں ہوا
ممکناں تفصیل ہے اور صفات — جملہ [illegible] کے بجائے ہے ذات

تئیں زمانی یہ مراتب اے سلیم
بوجہ ذہنی رتبے ہیں یہ قدیم

در بیان حقیقت اعیان ثابتہ سے

یافت ہوتی شئے کے تئیں کہتے وجود
ہے سوا وہ شئے سوا ہے ہست و بود

جس کا ہرگز یافت نہیں او ہے عدم
بے مسمیٰ نام ہے لاشئے عدم

آپ کو وحدت میں جب دیکھے ہے تو
میں کہا، تب ہوگیا "تو" کا ظہور

یہ تعین ہے محمدؐ کا اے عزیز!
اس تقابل کا ہوا اول تمیز

کیا تعین رکھ خبر اس بات کی
صورت معلومیت ہے ذات کی

آئینہ میں عکس آوے جب تمام
آہ رکھتے اس کے تئیں ایجاد نام الخ

حکایت۔ جس میں شہ کمال الدین بخاری کڑپوی کا اشارہ کیا ہے سے

یوں کہے ہیں شہ کمال الدین پیر
نام ان کے پیر کا ہے شاہ میر

رب کے اسماء پر ہوئے پردہ حروف
آب و گل پر جوں ہوا پردہ ظروف

حق پہ یوں پردہ ہیں اسماء اور صفات
اون پہ جوں پردہ ہوئی حرفوں کی ذات

کر تعین پہ نظر، ہے عبد او
کر تجلی پہ نظر رب او سو ہو

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں اس کا اس کا ذکر کیا ہے :۔ "حروف ظاہر سیاہی باطن سیاہی باطن۔ حروف ظاہر انسان کی پہلی نظر حروف ہی پر پڑتی ہے الخ

حصہ آب حیات باب ۴ سے

ہے خدا موجود باقی سب عدم
در حقیقت ہے سو اللہ نئیں سو ہم

ہے محمد امام اعظم اس کا نام
ہیں مظاہر اس کے ہر اک خاص و عام الخ

اس کے مابعد ابیات میں توحید کے اقسام کی تشریح فرمائی ہے مثلاً توحید تقلیدی ۱ تا ۔ توحید عقلی ۲ ۔ توحید کشفی ۳

ایک حکایت میں حضرت غوث الاعظمؒ کا قول نقل کیا ہے کہ علم ذوقی وہ ہے بقول قرآن حکیم سے

دید سے حاصل عبادت اس کو ہو   نئیں کو نئیں، اور ہے کو ہے بوجھا ہے لو

(یعنی مرتبۂ احسان : دیدار)

رسالہ کلیدِ معرفت نثر اردو میں ردیف وار اسرار و معارف کا دریا بہا دیا ہے جس میں ادب، ایمان، اسلام، بصیرت، امانت، الوہیت، ارادت، احسان وغیرہ پر بحث کی ہے۔

باب "ت" میں توحید، تلوین، تمکین، توحیدِ علمی، توحیدِ شہودی، تعینِ اول تعینِ ثانی، تحقیق، تجلی صوری، تجرید، تفرید وغیرہ پر

اسی طرح باب الجیم (ج) میں جمع، جمع مع الفرق، جمع الجمع، جمع شہود، جنت الورثہ، جنت الصفات، جنت الذات وغیرہ پر

باب الذال (ذ) میں ذوالعین، ذوالعقل، ذاتِ واجب، ذاتِ بحت (عدمِ امکانی)۔

ردیف "ف" میں فیض اقدس و مقدس وغیرہ۔ بہرحال ردیف وار اسرار و معارف بیان فرمائے ہیں۔ (مصباح صفحہ ۱۵۲ تا ۱۷۵ مع حاشیہ)

غرض حضرت میر حیات قدس سرہ نے نظم اور نثر میں علومِ ظاہری و باطنی کی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔